Lesson 6: Al-A'araaf (Ayaat 103- 137): Day 25

سُورَۃُ الاَعرَاف کی تفسیر

فرعون کی اَنا پر چوٹ پڑی ہے اور وہ دھمکیاں دینے لگا۔

ذرا سوچیں کہ جادو گروں نے اسلام قبول کیا تو فرعون کو کیا نقصان ہوًا؟ لیکن اُسے غصّہ اس بات کا آیا ہے کہ اُس کے حکم کے آگے سر نہیں جھکایا۔ اسی طرح جب ہم ایمان پر آتے ہیں تو ہمارے آس پاس کے لوگوں کو بھی غصّہ آتا ہے۔ وہ بہانے سے باتیں سناتے ہیں۔ بعض اوقات لوگوں کو خود شرمندگی ہوتی ہے کہ وہ غلط کام کر رہے ہیں۔ اس لئے جب وہی غلط کام سب کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں کہ چلو سب کر رہے ہیں۔

اس لئے کوئی نیکی کے راستے پر آتا ہے تو دوسرا ویسے ہی انسان Guilty conscious ہو جاتا ہے۔

لَاُقَطِّعَنَّ اَيۡدِيَكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾

میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا پھر تم سب کو سولی چڑھوا دوں گا﴿۱۲۴﴾

مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سب سے تکلیف دہ سزا ہے۔ آج سائنس نے بھی یہ بات ثابت کر دی ہے۔ کہ اگر دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے تو وہ انسان مر جاتا ہے۔ لیکن اگر سیدھا ہاتھ اور بایاں پاؤں کٹوایا جائے تو انسان جلدی نہیں مرتا اور دیر تک تکلیف میں رہتا ہے۔ یا پھر لفلوج کی زندگی گزارتا ہے۔ فرعون نے کہا کہ پہلے تکلیف دوں گا پھر سولی پر چڑھاؤں گا۔

یہ لفظ صلیب یعنی سولی پر چڑھانا اس طرح ہوتا تھا کہ انسان کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے اُس کے ہاتھوں میں کیل گاڑ دیتے۔ اُس کو لٹکا کر پھر سولی پر چڑھایا جاتا تھا۔ (آپ نے عیسیٰؑ کی تصویریں دیکھی

ہوں گی۔ جن میں اُن کو سولی پر / صلیب پر دکھایا جاتا ہے)۔ آج کے دَور میں انسان کو گلے میں پھندا ڈال کی سولی دی جاتی ہے۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس ظالم بادشاہ سے پہلے ان دونوں سزاؤں کا رواج نہ تھا۔ یہ دھمکی دے کر وہ سمجھتا تھا کہ اب یہ نرم پڑ جائیں گے لیکن وہ تو ایمان میں اور پختہ ہو گئے۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وہ بولے کہ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ﴿۱۲۵﴾

کوئی نماز نہیں پڑھی، کوئی روزہ نہیں رکھا لیکن اُن کا ایمان دیکھیں۔ اللہ کو ہم سے استقامت ہی پسند ہے۔ جب ایمان لے آئے تو پھر زندگی صرف اللہ کی مرضی کے مطابق گزارنی ہے۔

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

اور اس کے سوا تجھ کو ہماری کون سی بات بری لگی ہے کہ جب ہمارے پروردگار کی نشانیاں ہمارے پاس آگئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے۔ اے پروردگار ہم پر صبر واستقامت کے دہانے کھول دے اور ہمیں (ماریو تو) مسلمان ہی ماریو ﴿۱۲۶﴾

ایمان تو شیطان بھی لے آیا تھا۔ ہم نے اپنے ربّ پر ایمان لانا ہے۔ اُس کی نشانیوں پر ایمان لانا ہے۔ اور زندگی اُس کے احکام کے مطابق گزارنی ہے۔ قران تو شروع سے ہمارے گھروں میں ہے۔ ہم نے اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے ایمان پر جم جانا ہے۔ جب زندگی میں کوئی مشکلات آئیں تو پھر اپنے ربّ کو پکاریں۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ۔۔۔ اے ہمارے ربّ! ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکالنا۔ آمین

سبحان اللہ! یہ لوگ دن کے ابتدائی حصے میں کافر اور جادوگر تھے اور اسی دن کے آخری حصے میں مومن بلکہ نیک شہید تھے۔

پہلے انہوں نے کہا ہم اپنے رب پر ایمان لائے۔ اور اَب کہہ رہے ہیں کہ ہم مسلمین ہیں۔ تو دِل میں ایمان جب پہلے آتا ہے تو ہم اپنے ایمان پر جم جاتے ہیں۔ لیکن اگر پہلے مسلم ہوں اور ابھی دِل میں ایمان نہیں ہوتا تو ہمارے اندر استقامت بھی نہیں آتی۔

آج کے نئے مسلم اور پیدائشی مسلم میں یہی فرق ہے۔ کہ دِل میں پکا ایمان ہو اور پھر اپنے آپ کو مسلم سمجھیں۔

آپ اس خوبصورت نقطے کی طرف توجہ دیں۔ کہ فرعون یہ ساری دھمکیاں جادوگروں کو دے رہا ہے لیکن موسیٰ کو کچھ نہیں کہا۔ نہ ہی کوئی دھمکی دی اور نہ ہی اسلام چھوڑنے کا کہا۔ نہ ہی مار دینے کی بات کی۔ اُس کو معلوم تھا کہ موسیٰؑ کی شخصیت بہت مضبوط تھی۔ وہ جرأت مند اور بہادر تھے۔ فرعون کو موسیٰؑ کی استقامت کا بھی علم تھا۔ اس لئے اُن کو کچھ نہ کہہ سکا۔

حدیث کا خلاصہ ہے کہ اللہ کے نبیؐ کے دُشمن اُن سے ایک مہینے کی مسافت سے ڈرنے لگتے تھے۔ آج مسلمانوں سے دشمن کیوں نہیں ڈرتے؟ آج غیر مسلموں پر ہمارا رعب کیوں نہیں ہے؟

جب ہمارے ایمان میں خلوص ہو گا اور نیک اعمال میں استقامت ہو گی تو دشمن پر ہمارا رعب ہو گا۔

سچے ایمان کے آگے کوئی نہیں بولتا۔ مسلمان تب جیتیں گے جب ایمان مضبوط ہو گا۔ آج کئی مبلغ بہت اچھا بولتے ہیں۔ لیکن کیونکہ اپنے ایمان پر پکے ہیں کوئی اُن پر ہاتھ نہیں ڈالتا۔ دشمن اُن سے ڈرتے ہیں۔

آج آپ ایک پلڑے میں 1.2 بلین مسلمان ڈال لیں اور ایک پلڑے میں عمرؓ کا ایمان رکھ دیں۔ عمرؓ والا پلڑا بھاری ہو گا۔ ہمیں اپنے ایمان کا جائزہ لینا ہے۔

حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ؛ نبیؐ نے فرمایا؛ میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اُس نے ایک پلڑے میں مجھے رکھا۔ دوسرے میں ساری دنیا۔ میرا پلڑا بھاری تھا۔

آج مسلم پر ہر جگہ ظلم ہو رہا ہے۔ پرانی قوموں کو اللہ نے عذاب دے کر خود مارا۔ لیکن مسلمان دشمنوں سے مار کھا رہے ہیں۔ اگر ہم توبہ کریں اور اپنے اعمال دُرست کر لیں تو اللہ کی مدد ضرور آئے گی۔ انشاء اللہ

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

اور قومِ فرعون میں جو سردار تھے کہنے لگے کہ کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دیجیے گا کہ ملک میں خرابی کریں اور آپ سے اور آپ کے معبودوں سے دست کش ہو جائیں۔ وہ بولے کہ ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں ﴿۱۲۷﴾

پھر وہی غلط مشورے دینے والے خود غرض سردار مشورے دے رہے ہیں۔ اور فرعون کو بھڑکا رہے ہیں۔ وہ اس بات سے خوف کھا رہے تھے کہ موسیٰؑ کی بات عام نہ ہو جائے۔ کہیں لوگ اپنے دین پر عمل نہ کرنے لگیں۔

آج بھی لوگ اسی بات سے ڈرتے ہیں کہ اصل اور صحیح دین لوگوں تک نہ پہنچ جائے۔

جب فرعون نے یہ بات سُنی تو اُسے اپنا اقتدار خطرے میں نظر آیا۔ یہی مسئلہ قریشِ مکّہ کا تھا کہ وہ اپنے آپ کو بڑا دیکھنا چاہتے تھے۔ اور آج بھی اَنا پرست لوگ اپنے آپ کو عام لوگوں میں بڑا دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ وہ اپنے نام کے لئے دنیا میں چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہیں۔ اور اخرت کے برے کاموں سے دُور ہو جاتے ہیں۔

فرعون اپنے آپ کو سورج کا اوتار سمجھتا تھا۔ فرعون لفظ میں را اسی بات کا ہے۔ فرعون نے اپنی حکومت کو بچانے کے لئے پھر دوسری دفعہ یہی فیصلہ کیا کہ "۔۔وہ بولے کہ ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے۔۔"

یہ دوسری دفعہ ہوُا کیونکہ پہلی دفعہ جب موسیٰ پیدا ہونے والے تھے فرعون نے اپنے خواب سے ڈر کر بنی اسرائیلیوں کے بیٹے مروانے شروع کر دیئے۔ اللہ نے موسیٰ کو بچالیا۔ اَب 45 سال بعد فرعون وہی سزا پھر دینے لگا ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ موسیٰؑ کو قتل نہیں کروا رہا لیکن دوسروں کے بیٹے مروانے کی بات کر رہا ہے۔

سورة طٰہٰ میں بھی آتا ہے کہ اللہ نے لوگوں کے دلوں میں موسیٰؑ کی محبت ڈال دی تھی۔ فرعون نے موسیٰ کو کئی بات مروانا چاہا لیکن یہ نہ کر سکا۔ بحر حال اللہ ہی ہے کہ جو موسیٰؑ کو فرعون سے بچائے ہوئے تھا۔

فرعون اور اُس کے ساتھی یہ بات بھول گئے کہ وہ بنی اسرائیل پر غلبہ پاسکتے ہیں۔ لیکن سب پر غلبہ پانے والا رَبّ ہر چیز پر غالب ہے۔

اب موسیٰؑ ایک سیاسی ہیرو بنے ہوئے ہیں۔ موسیٰ کی قوم کو اُس کا ساتھ دینا چاہئیے تھا۔

قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوا بِاللهِ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٨﴾

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ زمین تو خدا کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے۔ اور آخر بھلا تو ڈرنے والوں کا ہے﴿١٢٨﴾

مسلم ہیرو ایسے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کو خراب نہیں کرتے۔ وہ اُن کو غلط کام کرنے کے لئے ہڑتالیں کرنے کا نہیں کہتے۔ وہ توڑ پھوڑ نہیں کرتے۔ وہ صبر اور دُعا سے کام لینے کا کہتے ہیں۔

حسن المسلم سے بھی دعائیں پڑھیں۔ ایک دُعا ہے۔ اپنے بچوں کو بھی سکھائیں۔ اگر دشمن کا ڈر ہو یا کہیں نوکری یا کوئی انٹرویو ہو تو یہ دعا پڑھیں۔ : اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

ترجمہ: اللہ! اللہ ہی میرا رب ہے، میں اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتی۔

کہیں پولیس آگئی۔ ٹکٹ چیک ہو رہا ہو۔ کوئی مشکل یا مصیبت کا ڈر ہو تو یہ دعا پڑھ لیں۔ آپ کا دِل سکون میں آجائے گا۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

اے اللہ ہم تجھ کو دشمن کے مقابل کرتے ہیں یعنی تجھ سے اس بات کی درخواست کرتے ہیں کہ تو ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھ اور ان کے اور ہمارے درمیان حائل ہو اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ (احمد، ابوداؤد)

صبر کی اقسام۔ جبری صبر کہ لوگوں کو مصیبت میں ڈال کر صبر کروایا جاتا ہے۔ مثال پاکستان بننے سے پہلے مسلمانوں نے صبر کیا۔ دوسرا اختیاری صبر۔ کہ اب نعمتیں مل گئیں ہیں۔ اب کیسے صبر کرتے ہو؟

نماز سے صبر سے آئے گا۔ قناعت سے صبر آئے گا۔ اس پر سورۃ البقرہ میں تفصیل سی بات ہو چکی ہے۔

"۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے۔ اور آخر بھلا توڑرنے والوں کا ہے۔۔"

یعنی اللہ کبھی کسی کو اس زمین کا مالک بنا دیتا ہے کبھی کسی کو۔ اچھا لیڈر اپنے لوگوں کو تزکیہ کرتا ہے۔ تربیت کرتا ہے۔ آج اگر ہم اپنے دین پر عمل کریں۔ پھر صبر کریں تو اللہ کی مدد آئے گی۔

بنی اسرائیل کا لاڈلے بچے جیسا رویہ دیکھیں؛

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٩﴾

وہ بولے کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیتیں پہنچتی رہیں اور آنے کے بعد بھی۔ موسیٰ نے کہا کہ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اس کی جگہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنائے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ﴿١٢٩﴾

وہ کہنے لگے اے موسیٰ آپ کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہوا۔ جب آپ نہیں تھے تو تب بھی مصیبت میں تھے اب آپ آ گئے ہیں تو تب بھی مشکل میں ہیں۔ بنی اسرائیل کا رویہ خراب تھا۔ موسیٰ نے پھر بھی تسلی دی۔ اچھا لیڈر حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ جیسے اللہ کے نبیؐ غزوۂ خندق میں پتھر توڑتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ مجھے قیصر و کسریٰ کے خزانے دکھائے گئے۔ روم کی شکست دکھائی گئی۔

موسیٰ علیہ السلام نے اس تکبر کے مقابلے میں تحمل اور اس کے ظلم کے مقابلے میں صبر سے کام لیا۔ اپنی قوم کو سمجھایا اور بتایا کہ اللہ فرما چکا ہے کہ انجام کے لحاظ سے تم ہی اچھے رہو گے۔ تم اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو۔

موسیٰ نے مزید تسلی دی اور فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ یقین مانو کہ تمہارا دشمن ہلاک ہو گا اور تم کو اللہ تعالیٰ ترقی عطا کرے گا۔ اس وقت وہ دیکھے گا کہ کون کتنا شکر بجالاتا ہے؟ تکلیف کا ہٹ جانا، راحت کا مل جانا انسان کو خوش کر دیتا ہے۔ یہ پورے شکریئے کا وقت ہوتا ہے۔

ہمیں پاکستان ایک مسلم وطن مل گیا تھا۔ ہم نے کیسے شکر ادا کیا؟ اللہ سب دیکھ رہا ہے۔ اتنے سالوں کے بعد بھی اللہ کا دین نافذ کیا ہے؟

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

اور ہم نے فرعونیوں کو قحطوں اور میووں کے نقصان میں پکڑا تاکہ نصیحت حاصل کریں ﴿۱۳۰﴾

اب آل فرعون پر بھی سختی کے مواقع آئے تاکہ ان کی آنکھیں کھلیں اور اللہ کے دین کی طرف جھکیں۔ کھیتیاں کم آئیں، قحط سالیاں پڑ گئیں، درختوں میں پھل کم لگے۔ اُن پر کئی طرح کے عذاب آئے۔ مینڈک کا عذاب۔ پانی میں خون۔ بستروں میں جوئیں ہوتی۔ یہ سارے عذاب قبطیوں پر آئے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو تکلیف دے کر آزماتا ہے۔ اگر ہم توبہ کریں۔ تو اللہ کی نعمتیں مل جاتی ہیں۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

تو جب ان کو آسائش حاصل ہوتی تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق ہیں۔ اور اگر سختی پہنچتی تو موسیٰ اور ان کے رفیقوں کی بدشگونی بتاتے۔ دیکھو ان کی بدشگونی خدا کے ہاں مقرر ہے لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے ﴿۱۳۱﴾

یہ غلط خیال تھا۔ مصیبتیں اور راحتیں اللہ کی جانب سے ہیں لیکن وہ بے عملی کی باتیں بناتے رہے۔ ان کی بدشگونی ان کے بد اعمال تھے جو اللہ کی طرف سے ان پر مصیبتیں لاتے تھے۔

یہ صرف بطور آزمائش تھا کہ وہ اب بھی ٹھیک ہو جائیں۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کو راستی سے دشمنی ہو گئی۔ شادابی اور فراخی دیکھ کر تو اکڑ کر کہتے کہ یہ ہماری وجہ سے ہے اور خشک سالی اور تنگی دیکھ کر آواز لگاتے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور مومنوں کی وجہ سے ہے۔

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾

اور کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس (خواہ) کوئی ہی نشانی لاؤ تاکہ اس سے ہم پر جادو کرو۔ مگر ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿١٣٢﴾

ان کی سرکشی اور ضد دیکھیئے کہ موسیٰ علیہ السلام سے صاف کہتے ہیں کہ آپ خواہ کتنی ہی دلیلیں پیش کریں، کیسے ہی معجزے بتائیں، ہم ایمان لانے والے نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ سب آپ کے جادو کے کرشمے ہیں۔ ان پر طوفان آیا، بکثرت بارشیں برسیں جس سے پھل اور اناج تباہ ہو گئے اور اسی سے وبا اور طاعون کی بیماری پھیل پڑی۔ فرعون کی سرکشی اور انکار پر طوفان آیا جس سے انہیں یقین ہو گیا کہ یہ اللہ کا عذاب ہے۔ گڑگڑا کر موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ اللہ سے دعا کیجئے، یہ موسلا دھار پانی رک جائے تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ کر دیں گے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۣ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا
قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿١٣٣﴾ تو ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون کتنی کھلی ہوئی
نشانیاں بھیجیں۔ مگر وہ تکبر ہی کرتے رہے اور وہ لوگ تھے ہی گنہگار ﴿١٣٣﴾

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ
لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿١٣٤﴾ اور جب ان پر عذاب واقع ہوتا تو کہتے کہ موسیٰ
ہمارے لیے اپنے پروردگار سے دعا کرو۔ جیسا اس نے تم سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تم ہم سے عذاب کو

ٹال دو گے تو ہم تم پر ایمان بھی لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ جانے (کی اجازت) دیں گے ﴿۱۳۴﴾

پھر عذاب آیا تو موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ ہمارے لئے مانگو۔ یادرکھیں کہ یہ آٹھ قسم کا عذاب فرعونیوں پر آیا تھا۔

لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ : عربی کا اُصول ہے کہ جب امنا کے بعد لک آئے تو تو یہ عقیدے والا ایمان نہیں ہوتا بلکہ یعنی ماننے کا معنی۔ کہ پھر ہم تمہاری بات مان جائیں گے۔ لیکن اگر امنا کے بعد ب آئے تو وہ عقیدے والا ایمان ہے۔ مثال آمنت باللہ۔۔۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿۱۳۵﴾

پھر جب ہم ایک مدت کے لیے جس تک ان کو پہنچنا تھا ان سے عذاب دور کر دیتے تو وہ عہد کو توڑ ڈالتے ﴿۱۳۵﴾

آپ نے دعا کی، طوفان ہٹ گیا تو یہ اپنے وعدے سے پھر گئے۔ پھر اللہ کی شان ہے کہ کھیتیاں اور باغات اس قدر پھلے کہ اس سے پہلے کبھی ایسے نہیں پھلے تھے۔ جب تیار ہو گئے تو ٹڈیوں کا عذاب آیا، اسے دیکھ کر پھر گھبرائے اور موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ یہ عذاب ہٹا لے، اب ہم پختہ وعدہ کرتے ہیں۔

چنانچہ آپ کی دعا سے یہ عذاب بھی ہٹ گیا لیکن انہوں نے پھر وعدہ شکنی کی۔ فصلیں کاٹ لائے، کھلیان اٹھا لیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب پھر اور شکل میں آیا۔ تمام اناج وغیرہ میں کیڑا لگ گیا۔ گھبرا کر موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے، پھر وعدے کئے۔ آپ نے پھر دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آفت کو بھی ہٹا لیا۔ لیکن انہوں نے پھر بے ایمانی کی۔ نہ بنی اسرائیل کو رہا کیا، نہ ایمان قبول کیا۔

اس پر مینڈکوں کا عذاب آیا۔

پھر تنگ آکر موسیٰ علیہ السلام سے اس عذاب کے ہٹنے کی درخواست کی اور اقرار کیا کہ ہم خود ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی آزاد کر دیں گے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کو بھی دفع کر دیا لیکن پھر مکر گئے۔

چنانچہ ان پر خون کا عذاب آیا۔ تمام برتنوں میں خون، کھانے پینے کی چیزوں میں خون، کنویں میں سے پانی نکالیں تو خون، تالاب سے پانی لائیں تو خون۔ پھر تڑپ اٹھے، فرعون نے کہا: یہ بھی جادو ہے۔

لیکن جب تنگ آگئے تو آخر موسیٰ علیہ السلام سے مع وعدہ درخواست کی کہ ہم تو پانی سے ترس گئے۔ چنانچہ آپ نے قول و قرار لے کر پھر دعا کی۔ لیکن پھر مکر گئے۔ انہوں نے ارادہ کر رکھا تھا کہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾

تو ہم نے ان سے بدلہ لے کر ہی چھوڑا کہ ان کو دریا میں ڈبو دیا اس لیے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے اور ان سے بے پروائی کرتے تھے ﴿١٣٦﴾

پھر فرعون اور اُس کے سب ساتھی اور لشکر ڈوب گئے۔ جب انسان دھمکی اور وارننگ سے نہیں ڈرتا تو پھر سزا مل جاتی ہے۔ پھر موت کا فرشتہ آجاتا ہے۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿١٣٧﴾

اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے ان کو زمین (شام) کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی وارث کر دیا اور بنی اسرائیل کے بارے میں ان کے صبر کی وجہ سے تمہارے پروردگار کا وعدۂ

نیک پورا ہوا اور فرعون اور قوم فرعون جو (محل) بناتے اور (انگور کے باغ) جو چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو ہم نے تباہ کر دیا ﴿۱۳۷﴾

کئی سال سے بنی اسرائیل والے غلامی کی زندگی گزار رہے تھے پھر اللہ نے اُن کو نعمتیں اور حکومت عطا کر دی۔ اُن پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کر دیں۔ فرعونی تو ڈوبے۔ لیکن اپنا سب کچھ پیچھے چھوڑ گئے۔ پہلے عذاب جب آتے تھے تو سب کچھ تباہ ہو جاتا۔ لیکن فرعون اور قبطی اپنے گھر اور سب باغ پیچھے چھوڑ گئے۔

موسیٰ کی زندگی کا پہلا مشن مکمل ہو گیا۔ بنی اسرائیل کو نجات مل گئی۔

اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہماری اصلاح کر دے۔ آمین۔ قرآن کی محفل میں بیٹھ کر اپنے لئے دعائیں کیا کریں۔

اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ "

اے اللہ میں تیری ہی رحمت کی امید کرتا ہوں، مجھے لحظہ بھر بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر، میری مکمل حالت درست فرما دے، تیرے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں۔ آمین